ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم

خودی اور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم (۴)

اُمّتِ مسلمہ کا عالمگیر غلبہ ارتقاء کی ایک ضرورت ہے

ارتقاء کے مقاصد کی تکمیل کے لیے ضروری تھا کہ جب ایک مکمّل جسمِ حیوانی یا انسان ظہور پذیر ہو جائے تو اس کی اولاد متواتر ترقی کرتی اور بڑھتی رہے یہاں تک کہ زمین کو بھر دے اور اس کے بعد تا قیامت موجود رہے۔ اسی طرح سے ارتقاء کے مقاصد کے لیے ضروری ہے کہ جب ایک مکمل نبی یا رحمۃ للعلمینؐ ظہور پذیر ہو جائے تو اس کی روحانی اولاد یا امت متواتر بڑھتی اور پھیلتی رہے، یہاں تک کہ زمین کو بھر دے اور اس کے بعد تا قیامت موجود رہے۔ یہی سبب ہے کہ اقبال بار بار اس خیال کا اظہار کرتا ہے کہ تکمیلِ انسانیت کے قدرتی عمل میں رحمۃ للعلمین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ایک مرکزی مقام رکھتا ہے۔ انسانیت کی تکمیل حضور کے نمونہ کے مطابق اور حضور کی اُمت کے ذریعہ سے ہوگی۔ عالمی ارتقاء کے ناقابلِ مزاحمت اور ناقابلِ انسداد عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حضور کی اُمت دنیا میں پھیل جائیگی اور باقی رہے گی اور اس کے علاوہ دوسری تمام قومیں مٹ کر اس کی دائمی زندگی اور عظمت کے لیے راستہ ہموار کریں گی۔ یہ بات کبھی کبھی وہ دبی زبان سے اور لطیف اور بلیغ اشاروں میں کہتا ہے جس سے اس کی بات بہت زیادہ مؤثر اور زور دار ہو جاتی ہے مثلاً آئندہ زمانہ میں اسلام کی عالمگیر اشاعت اور قبولیت کی طرف اشارہ کرتے ہوتے وہ کہتا ہے کہ اس واقعہ کا علم کسی کو نہیں لیکن وہ اسے صاف طور پر دیکھ رہا ہے۔

حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے
عکس اس کا مِرے آئینۂ ادراک میں ہے

کس کو معلوم ہے ہنگامۂ فردا کا مقام
مسجد و مکتب و میخانے ہیں مدّت سے خموش

کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری ــــــ صدیوں رہا ہے دشمن دورِ زماں ہمارا
عروجِ آدمِ خاکی کے منتظر ہیں تمام ــــــ یہ کہکشاں، یہ ستارے، یہ نیلگوں افلاک
عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں ــــــ کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے
آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں ــــــ محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

تاریخ کے مختلف انقلابات اور ان کی پیش رو علامات کا ذکر کرنے کے بعد اقبال مستقبل کے عالمی اسلامی انقلاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

روحِ مسلماں میں ہے آج وہی اضطراب ــــــ رازِ خدائی ہے یہ کہہ نہیں سکتی زباں!
دیکھئے اس بحر کی تہ سے اچھلتا ہے کیا ــــــ گنبدِ نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا!
آبِ روانِ کبیر تیرے کنارے کوئی ــــــ دیکھ رہا ہے کسی اور زمانے کا خواب
عالمِ نَو ہے ابھی پردۂ تقدیر میں ــــــ میری نگاہوں میں ہے اس کی سحر بے حجاب
پردہ اٹھادوں اگر چہرۂ افکار سے ــــــ لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب

پھر اقبال ہمیں بتاتا ہے کہ مستقبل کا انسان جو بندۂ مومن اور رحمۃ للعٰلمین کا امتی ہوگا رات اور دن سے صورت پذیر ہونے والے وقت کے سیاہ اور سفید گھوڑے پر سوار ہو کر چلا آرہا ہے۔ وقت ہی کی طرح اس کی آمد کو کوئی نہیں روک سکتا۔ خدا کرے کہ وہ جلد آئے اور ہماری آنکھوں میں آباد ہو، کیوں کہ وہی ہے جو آکر اقوامِ عالم کو امن و اتحاد کی نعمتوں سے ہمکنار کرے گا۔ اس کی آمد سے پہلے مکمل اور مستقل عالمی امن اور اتحاد کا ظہور ناممکن ہے۔ وہی دیدۂ امکان کا نور ہے، کیونکہ وہی تخلیقِ کائنات کا اصل مقصود ہے۔ نوعِ انسان کھیتی ہے اور وہ اس کھیتی کا حاصل ہے، وہی کاروانِ حیات کی منزل ہے، وہی ہنگامۂ عالم کی رونق ہے۔ بے خدائیت کی خزاں سے چمنِ کائنات اجڑ گیا ہے وہ آئے گا تو اس چمن میں بہار آئے گی۔

اے سوارِ اشہبِ دوراں بیا ــــــ اے فروغِ دیدۂ امکاں بیا
رونقِ ہنگامۂ ایجاد شو ــــــ در سوادِ دیدہ ہا آباد شو

شورشِ اقوام را خاموش کُن　　نغمۂ خود را بہشتِ گوش کُن
ریخت از جورِ خزاں برگِ شجر　　چوں بہاراں بر ریاضِ ما گزر
نوعِ انساں مزرع و تو حاصلی　　کاروانِ زندگی را منزلی!

جب مستقبل کا یہ انسان آئے گا تو اقبال بھی اپنے مقام کو پائے گا کیونکہ پھر دنیا میں ایسے لوگ موجود ہو جائیں گے جو اس کی عظمت کے مقام کو پہچان سکیں گے اور اس کی قدردانی کر سکیں گے۔ اقبال اس انسان کا منتظر ہے۔

انتظارِ صبحِ خیزاں مے کشم　　اے خوشا زردشتیانِ آتشم
نغمہ ام از زخمہ بے پرواستم　　من نوائے شاعرِ فرداستم
عصرِ من دانندۂ اسرار نیست　　یوسفِ من بہرِ ایں بازار نیست
نا امید استم زیارانِ قدیم　　طور سے سوزد کہ مے آید کلیم
نغمۂ من از جہانِ دیگر است　　ایں جرس را کاروانے دیگر است

قرآنِ حکیم کی شہادت

اگر ہم امام رازیؒ کے طریقِ تفسیر یعنی منطقی تجزیہ اور استدلال سے الگ ہو کر قرآن حکیم کو سمجھنے کی کوشش کریں تو ہمیں نظر آئے گا کہ قرآنِ حکیم سچے خدا کی محبت اور اطاعت کی براہِ راست اور بلا واسطہ دعوت ہے جو منطقی تجزیہ اور استدلال سے بے نیاز ہے۔ اور جس میں قوموں کی تقدیر کا یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ وہی قوم دنیا میں ہمیشہ زندہ و سلامت اور خوشحال و فارغ البال رہے گی جو سچے خدا کی محبت اور اطاعت کو اپنا شعار بنائے گی۔ یہ قوم اُمت مسلمہ ہے اور دوسری ہر قوم زود یا بدیر خدا کے عذاب میں مبتلا ہو کر صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گی۔ اقبال اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

چوں سرمۂ رازی راز دیدہ فرو شستم
تقدیرِ اُمم دیدم پنہاں بکتاب اندر

یہی قوم تاریخ کے عمل کا مقصود اور مطلوب ہے اور تاریخ کا عمل اور قوموں کو رفتہ رفتہ

مٹا کر اسی قوم کے استحکام اور استقلال کے لیے راستہ صاف کر رہا ہے۔ لہٰذا اس کے مٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ غلط نظریات وہ بت ہیں جو خدا کی جگہ لیتے ہیں۔ وہ زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتے جاتے ہیں پرانے ترک کر دیئے جاتے ہیں اور ان کی بجائے نئے گھڑ لیے جاتے ہیں لیکن سچا نظریہ حیات یعنی اسلام جس کی بنیاد خدا کے اس صحیح اور کامل تصور پر ہے جو رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے لازوال اور پائیدار ہے۔ اقبال اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے

زمانہ کہنہ بتاں را ہزار بار آراست
من از حرم نگذشتم کہ پختہ بنیاد است

یہاں 'بت' غلط نصب العین سے اور 'حرم' اسلام سے استعارہ ہے۔

زوردار پیشگوئی

تاہم کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اقبال اشاروں پر قناعت نہیں کرتا بلکہ نہایت ہی کھلے اور زوردار الفاظ میں اسلام کے عروج اور اُمّتِ مسلمہ کے عالمگیر غلبہ کی پیشگوئی کرتا ہے۔ اور مسلمانوں کو یقین دلاتا ہے کہ ان کے سوائے دنیا میں کوئی دوسری قوم موجود نہیں —— اور اگر ہے تو مٹ جانے کے لیے ہے اور اس کا وجود عارضی ہے۔

حق بات کو لیکن میں چھپا کر نہیں رکھتا　　تو ہے، تجھے جو کچھ نظر آتا ہے نہیں ہے!
قدم بیباک تر نہ در رہ زیست　　بہ پہنائے جہاں غیر از تو کس نیست
رہے گا تو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا　　اتر گیا جو ترے دل میں لاشریک لہ
کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں　　یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں!

وہ علی الاعلان کہتا ہے کہ اُمّتِ مسلمہ عملِ تاریخ کے اس قاعدہ کی زد میں نہیں آتی جو قوموں کو اجل سے ہمکنار کرتا ہے۔ کیونکہ یہ قاعدہ صرف اُن قوموں پر اثر انداز ہوتا ہے جو غلط اور ناقص تصوراتِ حقیقت پر مبنی ہوں۔ مسلمان قوم کے ساتھ خدا نے وعدہ کر رکھا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر: ۹)

ہم نے ہی ذکر یا قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

ذکر کی حفاظت ذکر کرنے والے کی حفاظت کے بغیر ممکن نہیں، لہٰذا قرآن کی حفاظت کے وعدہ کے اندر مسلمان قوم کی حفاظت کا وعدہ بھی موجود ہے جو قرآن کی حامل ہے۔ پھر اس سے زیادہ واضح الفاظ میں قرآن حکیم کا وعدہ ان آیات میں ہے:

يُرِيدُونَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ
اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْكَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ٥ هُوَالَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْكَرِهَ
الْمُشْرِكُوْنَ ٥ (التوبۃ: ۳۲، ۳۳)

یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں۔ اور خدا اپنے نور کو پورا کیے بغیر رہنے کا نہیں اگرچہ کافروں کو بُرا ہی لگے۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبرؐ کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو دنیا کے تمام ادیان اور نظریاتِ زندگی پر غالب کر دے اگرچہ کافر ناخوش ہوں۔

یہی سبب ہے کہ زمانہ کے بڑے بڑے حادثات مسلمان قوم کو مٹا نہیں سکے۔ ہر بڑا حادثہ جو اس قوم کو نیست و نابود کرنے کے لیے کافی تھا، اس کے لیے زندگی کا سامان بن گیا۔ ہر آگ جو کسی نمرود نے اس کے لیے روشن کی وہ ایک گلزار بن گئی۔ اوپر ہم دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح سے خدا کا عشق وہ قانون ہے جس پر کائنات کے وجود کا دارومدار ہے لیکن خدا کا عشق کلمۂ توحید کی صورت میں ایک امانت کے طور پر مسلمان قوم کے پاس ہے۔ اگر یہ قوم مٹ جاتے تو خود کائنات باقی نہیں رہتی۔ اقبال ان آیات کا حوالہ دے کر کہتا ہے:

از اجل ایں قوم بے پرواستے — استوار از نحن نزّلنا ستے
ذکر قائم از قیامِ ذاکر است — از دوامِ اُو دوامِ ذاکر است
تا خدا اَنْ يُّطْفِـُٔوْا فرمودہ است — از فسردن ایں چراغ آسودہ است
زانکہ مارا فطرت ابراہیمی است — ہم بہ مولیٰ نسبت ابراہیمی است
از تہ آتش بر اندازیم گل — نارِ ہر نمرود را سازیم گل
شعلہ ہائے انقلابِ روزگار — چوں بباغِ ما رسد گردد بہار

آتشِ تاتاریاں گلزار کیست | شعلہ ہائے اُو گُل دستار کیست
رومیاں را گرم بازاری نماند | آں جہاں گیری جہاں داری نماند
شیشۂ ساسانیاں در خوں نشست | رونقِ خمخانۂ یوناں شکست
مصر ہم در امتحاں ناکام ماند | استخوانِ اُو تہِ اہرام ماند
در جہاں بانگِ اذاں بود است و ہست | ملتِ اسلامیاں بود است و ہست
عشق آئینِ حیاتِ عالم است | امتزاجِ سالماتِ عالم است
گرچہ مثلِ غنچہ دلگیریم ما | گلستاں میرد اگر میریم ما!

تبلیغی علماء اور احباب توجّہ فرمائیں!

مجدّدِ تبلیغ حضرت مولانا محمّد الیاسؒ

اور امیرِ تبلیغ مولانا محمد یوسفؒ کے افکار کی روشنی میں اُمّت کے لیے صحیح لائحہ عمل کی تعیین اور وضاحت کے ضمن میں

ڈاکٹر اسرار احمد کی تالیف

اُمّتِ مسلمہ کا سہ نکاتی لائحہ عمل

اور "نہی عن المنکر" کی خصوصی اہمیّت

کا مطالعہ ضرور فرمائیں اور "اُنظر الیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ مَن قال" اور "خذ ما صفا دع ما کدر" پر عمل کریں۔ وما علینا الاّ البلاغ!

(قیمت مجلّد سفید کاغذ ۵/۵۰ غیر مجلّد نیوز پرنٹ ۔/۴ علاوہ محصول ڈاک)

انجمن خدّام القرآن ۳۶کے ماڈل ٹاؤن لاہور